علمی مضامین سلسلہ نمبر ۶

''خانقاہِ حامدیہ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے محدث، فقیہ، مؤرخ، مجاہد فی سبیل اللہ، مؤلف کتب کثیرہ شیخ الحدیث حضرت اَقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم مضامین جو تا حال طبع نہیں ہو سکے اُنہیں سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جبکہ اُن کی نوع بنوع خصوصیات اِس بات کی متقاضی ہیں کہ اِفادۂ عام کی خاطر اُن کو شائع کر دیا جائے۔ اِسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اَخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تا کہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

خوارج اور فتنۂ وضعِ اَحادیث

حضرت علیؓ کے ہاتھوں اِن کی بربادی

حق و باطل کی مثال اللہ اِس طرح بیان فرماتا ہے :

﴿ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِیَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّیْلُ زَبَدًا رَّابِیًا ؕ وَ مِمَّا یُوْقِدُوْنَ عَلَیْهِ فِی النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْیَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ یَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَ الْبَاطِلَ ؕ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَیَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَ اَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْكُثُ فِی الْاَرْضِ ؕ كَذٰلِكَ یَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ﴾ (سُورہ رعد : ۱۷)

''آسمان سے بارش برستی ہے، ندیاں اور نالے اِس کو اپنی اپنی گنجائش کے بموجب اپنی آغوش میں لے کر سیلاب کی شکل اِختیار کر لیتے ہیں، کوڑا کرکٹ اور جھاگ اُوپر آ جاتا ہے، دیکھنے والوں کے سامنے وہ جھاگ ہی ہوتا ہے وہ اُسی سے خوفزدہ ہوتے ہیں لیکن سیلاب کی رو اِس جھاگ کو بہا کر لے جاتی ہے پھر وادی کا ایک ایک گوشہ دیکھ جاؤ اُس جھاگ کا کہیں نام و نشان بھی نہیں ملے گا، اِسی طرح جب چاندی سونا یا اور کسی طرح کی دھات آگ پر تپائی جاتی ہے تو جھاگ اُوپر آ جاتا ہے

پھر وہ جھاگ جو دَر حقیقت کھوٹ ہوتا ہے اَلگ ہو جاتا ہے اور خالص دھات الگ نکل آتی ہے، کھوٹ کے لیے نابود ہو جانا ہے اور خالص دھات کے لیے باقی رہنا۔''

سیّدنا حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ العزیز اِس آیت کی وضاحت اِن الفاظ میں فرماتے ہیں :

''لا بدست کہ در ہر جنس خیر و شر باشد ہم چنیں لا بدست کہ در آدمیاں نیکو کاران و بدکاران باشند، لیکن نیکو کاران را مستقرے سازو و کار ایشاں را پیش می رود و بدکاران را ہلاک میکند۔'' (فتح الرحمٰن)

مختصر یہ کہ حق و باطل کا معرکہ مسلسل رہتا ہے، باطل سینہ تان کر سامنے آتا ہے لیکن اُس کا یہ زور چند روزہ ہوتا ہے پھر وہ ختم ہو کر بسا اَوقات بے نام و نشان ہو جاتا ہے اور حق جو سراسر نفع ہوتا ہے وہ اپنی سادگی کے ساتھ دائم و قائم رہتا ہے۔

غور فرمایئے آنحضرت ﷺ کا دورِ مبارک یعنی وہ دور جس میں حقیقتِ محمدی کا آفتاب بِلا کسی حجاب کے کائناتِ اَرضی پر ضیا پاش تھا، وہ مبارک دور بِلا شبہ پوری کائنات کی آنکھ کا تارا اور جسمِ اِنسانیت کا قلبِ بیدار تھا چنانچہ اِرشاد ہوا :

بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُوْنِ بَنِیْ آدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰی كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِیْ كُنْتُ فِيْهِ .

(بخاری شریف کتاب المناقب رقم الحدیث ۳۵۵۷)

''یعنی اَولادِ آدم کی سعادت مندیوں (یا بالفاظِ دیگر) نمودِ حق کے دور جو درجہ بدرجہ ترقی کرتے رہے، عروج کے اُس نقطہ پر پہنچے کہ خود مرکزِ سعادت و اِرشاد سیّد الانبیاء رحمۃ للعالمین صاحبِ لولاک کا ظہور ہوا۔ حَتّٰی كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِیْ كُنْتُ فِيْهِ ۔''

کیا کہنا ہے اُس دور کی سعادت مندی کا ! اَندازہ لگانا مشکل ہے فلاحِ اِنسانی اور سعادتِ رُوحانی کے اُس عروج کا جو اُس دورِ مسعود میں اُس کو حاصل ہوا، مختصر طور پر یہی کہا جا سکتا ہے کہ حق اپنے عروج کے آخری نقطہ پر پہنچ گیا تھا اِسی لیے اُس کو ''خیر القرون'' فرمایا گیا۔

اچھا جب ''حق'' کو یہ عروج حاصل ہوا تو کیا ''باطل'' ہمیشہ کے لیے فنا ہو گیا تھا ؟ نہیں اُس نے دوپہر کی چمکتی ہوئی روشنی میں اپنی دُم سمیٹ لی اور ابھی وہ دور پوری طرح ختم بھی نہیں ہوئے تھے جن کو خیر القرون فرمایا گیا تھا، ابھی تنزل کی دو ہی منزلیں گزری تھیں کہ یہ باطل اَنگڑائی لے کر سامنے آ گیا [۱] اور اُس نے وہ رُوپ اِختیار کیا جو خیر القرون کی طرح بے نظیر تھا یعنی جس طرح کائنات کی پوری تاریخ اُس دور کی نظیر نہیں پیش کر سکتی جس کے متعلق اِرشادِ نبوی ﷺ تھا حَتّٰی کُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِیْ کُنْتُ فِیْہِ اِسی طرح تاریخ عالمِ باطل کے اُس رُوپ کی نظیر نہیں پیش کر سکتی جو اُس نے اُس وقت دھارا تھا اور اِختیار کیا تھا، باطل کی زور آزمائی ملاحظہ ہو ! ایک دو نہیں بلکہ ایک بہت بڑی جماعت وجود پذیر ہو گئی جن کی زبانوں پر ہر وقت کلام اللہ، کمریں رُکوع میں جھکی ہوئیں اور پیشانیاں زمین پر، ایسے قرآن خوان اور ایسے عبادت گزار کہ کسی اور دور کے نہیں بلکہ خاص خیر القرون کے اَفراد حضراتِ صحابہ کو بھی اُن کی عبادت گزاری اور قرآن خوانی پر رشک آئے لیکن دِلوں کی حالت یہ کہ اِیمان سے بے بہرہ، خوفِ خدا سے نا آشنا اَمین الانبیاء (صلواۃ اللہ علیہم اجمعین) کو ہدایت کریں کہ اِنصاف سے کام لیجئے (معاذ اللہ) اُن کے سچے پیروکاروں کو (معاذ اللہ) کافر قرار دیں، کافروں پر رحم کریں اور اہلِ اِیمان کے قتل کو ثواب سمجھیں (معاذ اللہ) کیا تماشا گاہِ عالم میں اِس طرح کا شعبدہ کبھی اور بھی دیکھا گیا ہے، اِسلام کے بہت سے معجزوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ خاتم الانبیاء سیّد المرسلین ﷺ اِس باطل پرست گروہ کی خبر پہلے ہی دے چکے تھے۔ [۲]

---

[۱] آنحضرت ﷺ کا اِرشاد ہے خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ یَفْشُوا الْکَذِبُ. سب سے بہتر قرن میرا قرن ہے پھر اُن کا دور جو اِس قرن والوں سے اِتصال رکھتے ہیں پھر اُن کا جو اُس قرن والوں سے متصل ہیں پھر کذب پھیل جائے گا، حق وصداقت کی عام فضاء باقی نہیں رہے گی کذب اور باطل کی فضاء پیدا ہو جائے گی پھر یہی فضاء آگے بڑھتی رہے گی یہاں تک کہ وہ تاریکی آئے گی کہ ذکر اللہ ختم ہو جائے گا حق وصداقت کا نام نہ رہے گا پس قرنِ اَوّل کا ختم ہو جانا تنزل کی پہلی منزل پھر اِسی طرح قرنِ ثانی کا ختم ہو جانا تنزل کی دُوسری منزل الخ۔

[۲] پیشگی آگاہ کرنے دینے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اِس جماعت کی خطرناکی بہت ہی غیر معمولی تھی۔

حضرت اِمام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ، سیّدنا حضرت اَبوسعید خدری اور حضرت سہیل بن حنیف کی روایتوں کو مختلف سندوں سے تقریباً بارہ مقام پر بیان کیا ہے جن میں اُس جماعت کے، اُس کے بانی، پھر اُس کے اَنجام کی وہ پیش گوئی ہے جو لسانِ رسالت سے صادِر ہوئی تھی الفاظ میں کہیں کہیں کسی قدر اِختلاف ہے مگر مضمون سب کا ایک ہی ہے، ترجمہ ملاحظہ ہو :

''حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یمن سے کچھ سونا بھیجا، اقرع بن حابس، عینیہ بن بدر وغیرہ جو اپنے اپنے علاقوں کے بہادر اور نامور سردار تھے حال ہی میں مسلمان ہوئے تھے اور آنحضرت ﷺ اُن کو مانوس کرنا چاہتے تھے آنحضرت ﷺ نے یہ سونا صرف اُن ہی سرداروں کو دے دیا۔'' ۱

قبیلہ قریش وغیرہ کے لوگ جو حاضر تھے اُن میں سے کسی کو نہیں دیا، فوراً ایک شخص دامن سمیٹتے ہوئے کھڑا ہوا اور پکار کر کہا اِتَّقِ اللّٰہَ یَا مُحَمَّدُ ۲ محمد اللہ سے ڈرو ، رَسُوْلَ اللّٰہِ اِعْدِلْ ۳ اے رسول اللہ اِنصاف سے کام لیجئے۔ آنحضرت ﷺ کو اِس فقرہ سے بہت صدمہ ہوا فرمایا بندۂ خدا اگر میں اِنصاف سے کام نہیں لوں گا اور اگر میرے اَندر خوفِ خدا نہیں ہوگا تو اور کس سے اِنصاف اور خوفِ خدا کی توقع کی جاسکتی ہے، اگر میں بے اِنصاف ہوں تو بے شک میں خائب وخاسر ہوں۔ ۴

حضرت عمر ۵ رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد ۶ رضی اللہ عنہ وہاں حاضر تھے (یکے بعد دیگرے)

---

۱ تاکہ اُن کا اِیمان پختہ اور یہ سرفروش وجاں نثار مجاہدین وہ کارنامے اَنجام دیں جو اُنہوں نے بعد میں عہدِ فاروقی اور دورِ عثمانی میں اَنجام دیے جن کے نقوش کتبِ تاریخ میں محفوظ ومرتسم ہیں۔

۲ بخاری شریف کتاب الانبیاء رقم الحدیث ۳۳۴۴ اُس شخص کا حلیہ بھی بیان کیا گیا ہے آنکھیں گڑی ہوئیں، کلے چوڑے، پیشانی اُبھری ہوئی، گھنی داڑھی، سر گھٹا ہوا۔

۳ بخاری شریف کتاب الانبیاء رقم الحدیث ۳۶۱۰ ''رسول اللہ'' طنزاً کہا یعنی آپ خدا کے رسول بننے میں اِنصاف کیجیے۔ ۴ بخاری شریف کتاب الانبیاء رقم الحدیث ۳۶۱۰ وغیرہ ۵ بخاری شریف کتاب الانبیاء رقم الحدیث ۳۶۱۰ ۶ بخاری شریف کتاب المغازی رقم الحدیث ۴۳۵۱ وغیرہ

ہر ایک نے عرض کیا ، یا رسول اللہ اِجازت دیجئے اِس کی گردن اُڑا دُوں فرمایا نہیں ، بہت ممکن ہے نماز پڑھتا ہو۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ، یا رسول اللہ کتنے ہی نمازی ہوتے ہیں جن کی زبان پر وہ ہوتا ہے جو اُن کے دِل میں نہیں ہوتا۔

ہادیٔ برحق ﷺ کا اِرشاد ہوا : مجھے یہ حکم نہیں دیا گیا کہ لوگوں کے دِلوں کو کریدوں اور نہ یہ حکم ہوا کہ اُن کے پیٹ چاک کروں۔

یہ شخص چل دیا جب یہ پیٹھ پھیرے جا رہا تھا تو آنحضرت ﷺ نے اُس پر نظر ڈالی پھر فرمایا اِس کے سلسلے سے ایک قوم رُونما ہوگی جن کی زبانیں تلاوتِ کلام اللہ سے تر رہیں گی مگر یہ تلاوت اُن کے حلق سے آگے نہ بڑھے گی (نہ دِل پر اَثر اَنداز ہوگی اور نہ عنداللہ قبول ہوگی) وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کو پار کر کے نکل جاتا ہے۔ [۱]

اِرشاد ہوا کہ اِس شخص کے ساتھی ہوں گے ایسے نمازی، ایسے روزہ دار کہ تم اپنی نمازوں اور اپنے روزوں کو اُن کی نمازوں اور روزوں کے مقابلہ میں حقیر سمجھو گے مگر یہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کو پار کر کے نکل جاتا ہے۔ تیر کے پروں کو دیکھو، اُس کی دھار دار نوک کو دیکھو، اُس تانت کو دیکھو جس سے نوک (تیر کے پُھل) کو کسا گیا ہے، پھر تیر کی اُس سادی لکڑی کو دیکھو (جس میں تیر کا پھلکا لگا ہوا ہے) کہیں بھی کوئی نشان نہیں دیکھو گے، اَنتڑیوں میں بھری غلاظت اور رگوں میں دوڑنے والے خون کو پار کر کے یہ تیر نکلا ہے مگر اُن کا کوئی نشان اِس تیر کے کسی حصہ پر نہیں [۲] (اِسی طرح اِیمان یا اُن کی اِطاعت کے ثواب کا کوئی نشان اِن اَزلی مردُودوں کے اُوپر نہیں ہوگا) یہ لوگ اہلِ اِسلام کو قتل کریں گے اور بت پرستوں [۳] کو چھوڑیں گے۔ [۴]

---

[۱] بخاری شریف کتاب المغازی رقم الحدیث ۴۳۵۱ وغیرہ [۲] بخاری شریف کتاب استتابة المعاندین و المرتدین وقتالهم رقم الحدیث ۶۹۳۰ [۳] یعنی سلسلہ قتل وقتال بت پرستوں کے بجائے مسلمانوں سے برپا کریں گے [۴] بخاری شریف کتاب الانبیاء رقم الحدیث ۳۳۴۴

نیز اِرشاد ہوا اِن کا ظہور اُس وقت ہوگا جب لوگوں میں پھوٹ پڑی ہوئی ہوگی۔ ۱

چنانچہ ہادیٔ اعظم، رسولِ برحق صادقِ مصدوق ﷺ کی پیشین گوئی کے بموجب اِس جماعت کا ظہور عین اُس وقت ہوا جب رحمۃ للعالمین ﷺ کے سچے وارث، حق وصداقت کے علمبردار، سفینۂ اُمت کے ناخدا، مقامِ صفین پر آپس میں نبرد آزما تھے اور ہر ایک نے اپنی طرف سے ایک حَکَم (پنچ) مقرر کر کے جنگ کو ملتوی کیا تھا، اُس جماعت کا حشر اور اَنجام کیا ہوا اُس کو آگے بیان کیا جائے گا۔ اِس وقت یہ عرض کرنا ہے کہ ۳۷ھ میں التواءِ جنگ کے دور میں جب اُس جماعت کا ظہور ہوا تو گویا ایک سیلاب تھا جو ملتِ اِسلامیہ کی پوری وادی پر چھا گیا تھا ایک دلکش جملہ ﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ﴾ اُن کی زبان پر تھا ۲ (کہ کسی ثالث یا پنچ کو فیصلہ کا کوئی حق نہیں، فیصلہ کرنے کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو ہے، یہ دلکش جملہ (جس کی عملی شکل اِس کے سوا کچھ نہیں تھی جس سے یہ لوگ گریز کر رہے تھے) صرف اِس لیے اِیجاد کیا گیا تھا کہ عقل وفہم سے بے بہرہ جذباتی لوگوں کو مغالطہ میں ڈال سکیں چنانچہ اِس مقصد میں یہ لوگ کامیاب ہوئے اور جیسا کہ صادقِ مصدوق رسالت مآب ﷺ نے خبر دی :

حُدَثَاءُ الْاَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْاَحْلَامِ (بخاری شریف رقم الحدیث ۳۶۱۱)

نوخیز ونوعمر اوچھی عقلوں والے جذباتی (لوگوں کی بھیڑ اُن کے ساتھ ہوگی)۔

اَب غور فرمایئے جو ﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ﴾ جیسی واضح آیت کے صاف مفہوم کو چھوڑ کر ایسے غلط اور مضحکہ خیز معنٰی اِس کو پہنا رہے تھے جس کی وضاحت وہ خود نہیں کر سکتے تھے، صرف اِس لیے کہ ناسمجھ ونادان جذباتی اِنسانوں کو برانگیختہ کر کے اپنا ہم نوا بنا سکیں تو وہ قرآنِ پاک کی اور آیتوں اور آنحضرت ﷺ کے اِرشاداتِ مبارکہ میں کیا کچھ ردّ وبدل اور تحریف نہیں کر سکتے تھے، اُن سے کون کہہ سکتا تھا اور

---

۱ بخاری شریف رقم الحدیث ۳۶۱۰ و ۶۹۳۰

۲ یعنی یہ صحیح ہے کہ فیصلہ وہی صحیح ہے جس کو خداوندی فیصلہ کہا جا سکے، لیکن خداوندی فیصلہ معلوم کرنے کی شکل یہی ہے کہ اہلِ علم معاملہ کی نوعیت کو سامنے رکھیں پھر اِرشاداتِ خداوندی یعنی قرآنِ پاک کی آیات پر نظر ڈال کر اُس معاملہ کے متعلق کوئی حکم آیات واَحادیث سے اَخذ کریں۔ اُس وقت حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما اِسی اِرشاد کی تعمیل کر رہے تھے کہ ہر ایک نے اپنی طرف سے ایک حَکَم اور ثالث مقرر کر دیا تھا اور اُن کے فیصلہ کے منتظر تھے۔

کوئی کہہ بھی دیتا تو اُن بے گانگانِ صدق وصفاء پر اِس کا اَثر کیا ہوسکتا تھا کہ رحمۃ للعالمین ﷺ کی طرف غلط بات منسوب کرنے والے کا ٹھکانا جہنم ہے، بہت ہی پیچیدہ اور بہت ہی نازک صورتِ حال یہ تھی کہ جب یہ لوگ زُہد وتقوی عبادت گزاری اور قرآن خوانی کے پورے مظاہرہ کے ساتھ پرہیز گاروں اور پاکبازوں کی شکل بنا کر کہتے ہیں قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ کَذَا (آنحضرت ﷺ نے یہ فرمایا) تو بجز اُن کے جو اُن کی سازشوں سے واقف تھے اور بھگت رہے تھے عام مسلمانوں کے لیے کب ممکن تھا کہ اُن کی بات کو غلط گردانیں۔

اِس جماعت کا زوال :

کلمۂ خبیثہ اور دعوتِ باطل کی مثال اللہ تعالیٰ نے اپنے کلامِ پاک میں یہ دی ہے۔

﴿کَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ نِ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَالَهَا مِنْ قَرَارٍ﴾ (ابراھیم : ۲۶)

''جیسے گندہ درخت اُکھاڑ دیا گیا زمین کے اُوپر سے ہی (اُس کی جڑ اُوپر ہی رکھی تھی، جڑ سے اُکھاڑنے کے لیے زمین کھودنی نہیں پڑی)، نہیں اِس کو ٹھہراؤ۔''

یہ حق کی نمائش کرنے والی باطل پرست جماعت نہ صرف اہلِ حق بلکہ خود حق وصداقت کے لیے خطرہ عظیم تھی، منافقوں کا نفاق گناہِ عظیم تھا جس کا نتیجہ یہ تھا کہ جہنم کا سب سے نیچے کا طبقہ اُن کے حصہ میں آیا لیکن اُن کے نفاق میں جارحیت نہیں تھی، اُنہوں نے اہلِ اِیمان کے قتل کو اپنا نصب العین نہیں بنایا تھا مگر اِس جماعت کی خصوصیت یہ تھی یَقْتُلُوْنَ اَهْلَ الْاِسْلَامِ [۱] اہلِ اِسلام کو قتل کریں گے۔

تاریخ ایسے لرزہ خیز واقعات سے بھری ہوئی ہے کہ اِن بدبختوں نے بلا وجہ نیک بخت مومن کو قتل کیا اور اُس کو جہادِ عظیم سمجھا، اِبن ملجم وغیرہ [۲] اِسی جماعت کے سُورما تھے جنہوں نے حرم مکہ معظّمہ [۳] میں بیٹھ کر ہر سہ عمائدین یعنی سیّدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت

---

[۱] بخاری شریف کتاب الانبیاء رقم الحدیث ۳۳۴۴

[۲] حضرت علیؓ کا قاتل عبدالرحمن بن ملجم مراوی، البرك بن عبداللّٰه التیمی وعمر بن بکیر ا لتیمی

[۳] تاریخ الخلفاء ص۱۲۳

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے قتل کا منصوبہ بنایا تھا، بظاہر اِس جماعت کی یہ جارحیت ہی تھی جس کی بناء پر آنحضرت ﷺ نے اِس جماعت کی خصوصیات بیان فرمائیں تو یہ بھی فرمایا :

لَئِنْ اَدْرَکْتُھُمْ لَاَقْتُلَنَّھُمْ قَتْلَ عَادٍ. (بخاری شریف رقم الحدیث ۳۳۴۴)

''اگر یہ لوگ میرے سامنے آ گئے تو یقیناً اُن لوگوں کو ایسے ہی قتل کروں گا جیسے قومِ عاد کو قتل کیا گیا۔'' [۱]

اُمتِ اِسلامیہ کو یہ ہدایت فرمائی :

فَاَیْنَمَا لَقِیْتُمُوْھُمْ فَاقْتُلُوْھُمْ فَاِنَّ قَتْلَھُمْ اَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَھُمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ. [۲]

''جہاں اُن سے مقابلہ ہوا اُن کو قتل کرو کیونکہ جو اُن کو قتل کرے گا قیامت کے روز اُس کو اِس قتل کرنے کا اَجر ملے گا۔''

آنحضرت ﷺ نے اِس جماعت کی ایک علامت یہ بتلائی تھی کہ اِس جماعت میں ایک ایسا شخص ہوگا جو سیاہ فام ہوگا اور اُس کا ایک بازو گوشت کے لوتھڑے یا پستان کی طرح ہوگا جو پھڑکتا رہے گا۔ [۳]

بہرحال یہ سعادت اللہ تعالیٰ نے فاتحِ خیبر سیّدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے مخصوص فرما دی تھی کہ اِس جماعت سے آپس کی جنگ ہوئی اور آپ نے اُس کا شیرازہ منتشر کر دیا۔

حضرت اَبوسعید خدری رضی اللہ عنہ جو اِس حدیث کے راوی ہیں جس طرح وہ اپنی روایت کی توثیق کے لیے فرمایا کرتے تھے : اَشْھَدُ لَسَمِعْتُ مِنَ النَّبِیِّ ﷺ میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے یہ اِرشاد خود آنحضرت ﷺ کی زبانِ مبارک سے سنا ہے، ساتھ ہی آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے : وَاَشْھَدُ اَنَّ عَلِیًّا قَتَلَھُمْ وَاَنَا مَعَہٗ جِیْءَ بِالرَّجُلِ عَلَی النَّعْتِ الَّذِیْ نَعَتَ النَّبِیُّ ﷺ [۴] میں شہادت دیتا

---

[۱] یعنی اُن کو قومِ عاد کی طرح بے نام ونشان کر دُوں گا۔ (کرمانی والخیر والجاری)

[۲] بخاری شریف کتاب المناقب رقم الحدیث ۳۶۱۱

[۳] بخاری شریف کتاب المناقب رقم الحدیث ۳۳۴۴

[۴] بخاری شریف استتابۃ المعاندین و المرتدین وقتالھم رقم الحدیث ۶۹۳۳

ہوں کہ سیّدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُن لوگوں کو قتل کیا میں آپ کے ساتھ تھا (جنگ ختم ہوئی) تو ایک مقتول لایا گیا جس کا حلیہ وہی تھا جس کی پیشن گوئی آنحضرت ﷺ نے فرمائی تھی۔

اِس واقعہ کی تعبیر قرآنی الفاظ میں اِس طرح کی جاسکتی ہے کہ یہ جماعت شجر خبیثہ تھی زمین کی گہرائی میں نہیں بلکہ اُوپر کی سطح میں اِس کی جڑ رکھی ہوئی تھی جس کو سیّدنا علی رضی اللہ عنہ نے اُکھاڑ کر پھینک دیا۔

واضعینِ حدیث :

بلا شبہ سیّدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خوارج کے شجر خبیثہ کو اُکھاڑ کر پھینکا، اُن کی سیاسی قوت کو چکنا چور کر دیا لیکن اُس فرقہ کا آغاز جب فتوی تکفیر سے ہوا تھا تو اُس کی سیاست اِبتدا ہی سے مذہب بن گئی تھی پھر اُس میں اور عقائد کا بھی اِضافہ ہوتا رہا یہ مذہب آج تک باقی ہے اور جو اِس مذہب سے وابستہ ہیں وہ اُن تمام خصوصیات کے حامل ہیں جو آنحضرت ﷺ نے بیان فرمائی ہیں۔

اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اُن کی زبانوں پر وہ اَقوال ہوں گے جو خلقِ خدا کے اَقوال میں بہتر مانے جاتے ہیں یَقُوْلُوْنَ مِنْ خَیْرِ قَوْلِ الْبَرِیَّۃْ [1] یعنی آیاتِ کتاب اللہ اور احادیثِ رسول اللہ ﷺ زبانوں پر ہوں گی۔

''خیر البریہ'' یعنی آنحضرت ﷺ کا حوالہ دے کر بات کیا کریں گے لیکن آنحضرت ﷺ کے اِرشادِ گرامی کے بموجب اُن کے دِلوں میں اِیمان کا نام ونشان نہ ہوگا تو لا محالہ جو آیات اور اَحادیث وہ اِستعمال کریں گے بے محل اِستعمال کریں گے یعنی تحریفِ معنوی کریں گے اور یہ بھی ہوگا کہ جو قولِ رسول نہیں ہوگا اُس کے متعلق کہیں گے قال رسول اللہ یعنی اَحادیث وضع کریں گے بہر حال ایک یہ فرقہ تھا جو وضع حدیث میں بے باک تھا۔

اس فرقہ کا ظہور ۳۷ھ میں ہوا اور اس سے بارہ سال پہلے عبداللہ بن سبا کی سازش شروع ہوگئی تھی جس کی بنیاد ہی فرضی تحریروں پر تھی مؤرخین کے متفقہ بیان کے بموجب عمال اور مقامی حکام کے

---

[1] بخاری شریف کتاب المناقب رقم الحدیث ۳۶۱۱

متعلق وہ اپنی تحریروں میں غلط اِطلاعات دیتے تھے مثلاً کسی مقام پر کوئی مقدمہ ہوا نہ کوئی فیصلہ (مگر) دُوسری جگہ ظالمانہ فیصلہ کی اِطلاع دے کر اپنے یہاں کے حاکم کو بدنام کر دیا یہ اُن کا ایک طے شدہ پروگرام تھا، اِسی طرح وہ حضراتِ صحابہ کے نام سے خطوط لکھ کر لوگوں میں ہیجان پیدا کرتے تھے۔

جب یہ گمراہ اور باطل فرقے رُونما ہو کر طلاطم برپا کر چکے تھے حتیٰ کہ سبائی فرقہ قتلِ عثمانؓ کے منصوبہ میں کامیاب بھی ہو چکا تھا تو کیا یہ کہنا غلط ہوگا کہ حضراتِ صحابہ کے متعلق کوئی روایت صرف اِسی صورت تسلیم کی جائے گی کہ وہ قرآنِ پاک کی تصریحات کے خلاف نہ ہو، اُصولِ فقہ کا عام ضابطہ ہے کہ ایسی کوئی روایت قابلِ اعتماد نہیں ہوتی جو قرآنِ پاک کی آیات یا سنتِ مشہورہ کے خلاف ہو۔ قرآنِ پاک کی آیات صحابہ کرام کو ''راشد'' اور ایسا پاکباز قرار دیتی ہیں جنہیں کفر، فسق اور عصیاں سے گہری نفرت ہے جن کے دِلوں میں اِیمان سجا ہوا ہے، تو لامحالہ ایسی تمام روایتیں نا قابلِ تسلیم ہوں گی بلکہ اُن کی تردید اور تغلیط لازم اور واجب ہوگی جن سے دامنِ صحابہ داغدار ہو۔ اگر وہ روایت بظاہر صحیح سند سے بھی ہو تب بھی وہ اِس ''علتِ خفیہ'' کی وجہ سے ''سقیم'' ہوگی۔

دینِ متین کی حفاظت و اِستقامت :

کلمہ طیبہ اور دعوتِ حق کی مثال کلامِ اِلٰہی نے یہ دی ہے :

﴿کَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِی السَّمَآءِ ۝ تُؤْتِیْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا﴾ (سُورۂ ابراھیم : ۲۴ ، ۲۵)

''جیسے پاکیزہ اور ستھرا درخت اُس کی جڑ مضبوط (زمین کی تہ میں اُس کی پلیں پھیلی ہوئیں) اور اُس کی شاخ فلک بوس (آسمان تک پہنچی ہوئی) لاتا ہے اپنا پھل ہر وقت اپنے رب کے حکم سے۔''

آنحضرت ﷺ کا مشہور اِرشاد ہے :

لَا يَزَالُ مِنْ اُمَّتِیْ اُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِاَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰی يَاْتِيَهُمْ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ عَلٰی ذَالِكَ. (بخاری شریف رقم الحدیث ۳۶۴۱)

''میری اُمت میں ایک ایسا گروہ ہمیشہ رہے گا جو خدا کے حکم پر قائم (اور ثابت قدم) رہے گا، کوئی اُن کی مدد چھوڑ کر یا اُن کی مخالفت کر کے اُس کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔''

قَسّامِ اَزل نے یہ سعادت عظمیٰ فاروقِ اعظم سیّدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے لیے مقسوم فرمائی تھی کہ آپ کا فاتحانہ پرچم جہاں جہاں پہنچتا رہا وہاں قرآنِ حکیم اور فرائض اِسلام کی تعلیم کے اِدارے آپ کے حکم سے قائم ہوتے رہے، یہ اِدارے شجر اِسلام کی پلیں اور زمین کی رگوں میں گھسی ہوئی جڑ کی شاخیں تھیں جو نہ اُس وقت اُکھڑ سکیں اور چودہ صدیاں گزر چکنے کے بعد آج بھی اُن کو اُکھاڑ پھینکنا کسی اِنسانی طاقت کے اِمکان میں نہیں ہے ﴿ وَاللّٰہُ یُؤَیِّدُ بِنَصْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ﴾

علامہ اِبن حزمؒ تحریر فرماتے ہیں :

وُلِّیَ عُمَرُ فَفُتِحَتْ بِلَادُ الْفُرْسِ طُوْلًا وَعَرْضًا وَفُتِحَتِ الشَّامُ کُلُّھَا وَالْجَزِیْرَۃُ وَمِصْرُ وَلَمْ یَبْقَ اِلَّا وَبُنِیَتْ فِیْہِ الْمَسَاجِدُ وَنُسِخَتْ فِیْہِ الْمَصَاحِفُ وَقَرَأَ الْاَئِمَّۃُ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَہُ الصِّبْیَانَ فِی الْمَکَاتِبِ شَرْقًا وَغَرْبًا.

(الفصل فی الملل والاھواء والنحل ج۲ ص ٦٧)

''زمانِ خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سپرد ہوئی تو فارس کے تمام شہر فتح ہو گئے اِس طرح پورا شام اور جزیرہ (دجلہ اور فرات کا درمیانی علاقہ) اور مصر فتح ہو گیا، ان علاقوں میں جو بھی شہر تھا اُس میں مسجدیں تعمیر کی گئیں قرآنِ پاک نقل کیے گئے ائمہ قرآن خود پڑھتے تھے اور مکتبوں میں بچوں کو قرآن پڑھاتے تھے شرقاً وغرباً (تمام مملکت میں یہی دستور تھا)۔''

کُلُّھُمْ قَدْ اَسْلَمُوْا وَبَنَوُا الْمَسَاجِدَ لَیْسَ مِنْھَا مَدِیْنَۃٌ وَلَا قَرْیَۃٌ وَلَا حُلَّۃٌ لِاَعْرَابٍ اِلَّا وَقَدْ قُرِأَ فِیْھَا الْقُرْآنُ فِی الصَّلٰوَاتِ وَعَلَّمَہُ الصِّبْیَانَ وَالرِّجَالَ وَالنِّسَاءَ .

(الفصل فی الملل والاھواء والنحل ج۲ ص ٦٦)

''ممالکِ مفتوحہ کے تمام باشندے مسلمان ہو گئے اُنہوں نے مسجدیں تعمیر کرائیں اُن مفتوحہ علاقوں میں کوئی شہر کوئی گاؤں یا بدویوں کی کوئی فرودگاہ ایسی نہیں رہی تھی

کہ جس میں نمازیں قرآن شریف نہ پڑھا جاتا ہو اور بچوں بڑوں اور عورتوں کو اِس کی تعلیم نہ دی جاتی ہو۔''

یہ قرآنِ پاک کی تعلیم وتعلم کا سلسلہ تھا، اَحادیث مبارکہ اُس وقت مرتب ومدوّن نہ تھیں کہ اُن کو بھی مکاتب کے نصاب میں داخل کیا جاتا اَلبتہ روایتِ حدیث کے کچھ ضابطے مقرر فرمادیے اور کچھ حلقے قائم کردیے جہاں اَکابر صحابہ اَحادیث بیان کرتے مقدمات کا فیصلہ کرتے اور پیش آنے والے واقعات کے متعلق فتوی بھی صادر کیا کرتے تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

''فاروقِ اعظم علماء صحابہ را بااقالیم دارُ الاسلام روان ساخت امر کرد با قامت در شہرھا و براویتِ حدیث در آنجا۔'' (اِزالۃ الخفاء فارسی ج ۲ ص ۲۱۵)

''فاروقِ اعظمؓ نے علماءِ صحابہ کو دارُ الاسلام کے بڑے بڑے شہروں میں روانہ کیا اور وہاں قیام کا اور اُن میں روایتِ حدیث کا حکم دیا۔''

اِس طرح پوری مملکت میں بہت سے حلقے قائم ہوگئے اُن میں مکہ معظّمہ، مدینہ منورہ اور کوفہ مرکزی حیثیت رکھتے تھے جہاں حضرت عبداللہ اِبن مسعود، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس جیسے حضرات روایتِ حدیث اور اَفتاء اور قضاء کی خدمات اَنجام دیا کرتے تھے اِن حلقوں کی مرکزیت آج تک تسلیم کی جاتی ہے۔

حفاظتِ دینِ حق کے اِن مرکزوں کے مقابلہ پر باطل نے بھی پر پھیلائے، وضعِ حدیث کی رفتار تیز ہوگئی باطل پرستوں کی فنکاری کی ایک مثال ملاحظہ فرمایئے، روایتِ حدیث کا ایک مدعی جابر بن یزید تھا اُس نے سلام بن مطیع سے کہا : عِنْدِیْ خَمْسُوْنَ اَلْفَ حَدِیْثٍ عَنِ النَّبِیِ ﷺ . میرے پاس پچاس ہزار حدیثیں ہیں جو آنحضرت ﷺ سے منقول ہیں، حضرت جراح بن ملیح سے بیان کیا کہ میرے پاس آنحضرت ﷺ کی ستر ہزار حدیثیں ہیں جو جابر جُعفی کے واسطے سے پہنچی ہیں مگر اِس جابر بن یزید کی شان یہ تھی کہ علماء کا خیال تھا کہ یہ خارجی ہے اِس کی تصدیق اِس سے ہوئی کہ اُس نے

سورہ یوسف کی آیت ﴿فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰی یَاْذَنَ لِیْ اَبِیْ اَوْ یَحْکُمَ اللّٰہُ لِیْ وَھُوَ خَیْرُ الْحٰکِمِیْنَ﴾ [۱] کی تفسیر وہ کی جو سبائی جماعت نے گھڑ رکھی تھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ زندہ ہیں یا بادلوں میں ہیں اور اِس آیت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اَولاد میں سے جو شخص اِمامت کا دعوی کرے ہم اُس کا ساتھ نہ دیں یہاں تک کہ حضرت علیؓ بادلوں میں سے یہ نِدا دیں کہ فلاں کا ساتھ دو۔ [۲]

اِمامِ حدیث حضرت مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح مسلم کے مقدمہ میں حارث بن حصیرہ، اَبوداؤ داعمٰی وغیرہ کے چند نام لیے ہیں اور فرمایا کہ اِس طرح کے واضعین حدیث اور اُن کے متعلق علماءِ حق کی تنقیدات اگر بیان کی جائیں تو ضخیم کتاب ہو جائے، یہاں چند نام بطورِ مثال پیش کیے ہیں تا کہ اَصحابِ فکر و نظر اَصل صورتِ حال کا اَندازہ کر سکیں۔ (مسلم شریف ج ۱ ص ۲۰)

لیکن وہ حضرات جو درسِ حدیث اور اِفتاء وغیرہ کے لیے اِن مرکزوں میں قطب اِرشاد تھے وہ اِسلام اور دینِ حق کے مزاج شناس تھے آنحضرت ﷺ کی بارگاہِ اَقدس میں اُن کی جو حاضری رہی تھی اُس نے اُن کی فراستِ اِیمانی کو کسوٹی بنا دیا تھا وہ کھوٹ کو فوراً پہچان لیتے تھے۔ ظاہر ہے اِرشاداتِ رسول اللہ ﷺ کے اَنوار اِن مخترعات [۳] کو کہاں میسر ہو سکتے تھے بلکہ اُن میں جو اِختراع اور اِفتراء کی تاریکی ہوتی تھی وہ فوراً اِن روشن ضمیر حضرات کے آئینہ وجدان میں نظر آ جاتی تھی اور وہ اُن روایتوں کی طرف اِلتفات بھی نہیں کرتے تھے۔

---

[۱] مسلم شریف ج ۱ ص ۱۵

[۲] یہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بڑے بھائی کا قول ہے جب یہ بھائی حضرت یامین کو لے گئے اور حضرت یعقوب سے یہ معاہدہ کر گئے تھے کہ ہم اُن کے محافظ ہوں گے اگر ہم سب ہی کہیں گھر جائیں تو مجبور رہیں گے ورنہ ہم عہد کرتے ہیں کہ اِن کو پوری حفاظت کے ساتھ واپس لائیں گے پھر صورت یہ پیش آئی کہ حضرت یامین بادشاہ کے پیالے کے چوری کے اِلزام میں روک لیے گئے تو بڑے بھائی جو سب کے سربراہ تھے اُنہوں نے باقی بھائیوں سے کہا کہ تم والد صاحب کے پاس جا کر واقعہ بیان کر دو اور اپنے متعلق کہا ﴿لَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ﴾ یعنی میں تو یہاں سے اُس وقت نہیں ہٹوں گا جب تک والد صاحب اِجازت نہ دے دیں یا اللہ تعالیٰ کا کوئی فیصلہ نہ ہو جائے۔

[۳] گھڑی ہوئی حدیثیں

روایتِ حدیث کا ایک مدعی بشیر بن کعب عدوی بھی تھا وہ حضرت عبداللہ اِبن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور حدیثیں بیان کرنے لگا حضرت اِبن عباس رضی اللہ عنہ نے اُس کی طرف اِلتفات بھی نہیں فرمایا تو بشیر نے کہا میں آنحضرت ﷺ کی حدیثیں بیان کر رہا ہوں اور آپ اِلتفات بھی نہیں کرتے ،سیّدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا :

''آنحضرت ﷺ کے اِرشادات یقیناً اِس اِحترام کے مستحق ہیں کہ اِنسان سراپا گوش بن کر اُن کو سنے اور یاد رکھے، ہماری بھی حالت یہ تھی کہ جب کوئی کہتا ''قال رسول اللہ'' تو ہمارے کان سراسر اِشتیاق بن جاتے تھے مگر جب لوگوں نے اس مقدس اِنتساب کے ساتھ رطب ویابس سب کچھ بیان کرنا شروع کر دیا تو اَب ہم صرف اُن ہی روایتوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جن سے ہمارے کان پہلے سے آشنا ہوتے ہیں۔''

اِن پختہ کار بزرگوں کے طفیل سے وہ اہلِ علم سب ہی ''صرّاف'' [1] بن گئے تھے جن کو اِن اَکابر سے شرفِ تلمذ حاصل تھا وہ فوراً پہچان لیتے تھے کہ یہ زر خالص ہے اور یہ کھوٹ ہے چنانچہ یہی جابر بن یزید جس کا ذکر اُوپر گزرا حضرت سفیان نے فرمایا کہ اِس کی روایت کردہ تیس ہزار حدیثیں میرے پاس ہیں مگر میں قطعاً جائز نہیں سمجھتا کہ اُن میں ایک روایت بھی بیان کروں۔ (مسلم شریف ج ۱ ص ۱۵)

بہرحال اُن علمی مراکز کی روشنی نے وضع حدیث کی تاریکی کو بڑھنے نہیں دیا لیکن سلسلہ اَحادیث میں یہ بات ضرور پیدا کر دی کہ ہر وہ روایت جس کو حدیث سے تعبیر کیا جائے اِس قابل نہیں رہی کہ اُس کو حدیث مان ہی لیا جائے بلکہ اُس کو حدیث اُسی وقت مانا جائے گا جب وہ آیاتِ قرآنی اور سنتِ مشہورہ کے مخالف نہ ہو۔

بہرحال سبائی پارٹی اور خوارج کی یہی فتنہ اَنگیزی اور اُن کا یہی دجل وفریب تھا جس سے بچنے کے لیے حضراتِ محدثین نے کسی حدیث کے صحیح ہونے کے لیے ایک طرف یہ شرط لگادی کہ راوی

[1] پرکھنے والا

صحیح العقیدہ ہو وہ خارجی، رافضی یا بدعت کا داعی اور بانی نہ ہو، دُوسری طرف اُس کا عملی پہلو یہ تھا کہ ہر ایک راوی کے ذاتی حالات واَخلاق اور اُس کے عقائد کی تحقیق شروع کر دی، سینکڑوں پاکباز وخدا ترس طالبانِ حق ہیں جنہوں نے اپنی زندگیاں اِس تحقیقات پر صرف کر دیں، تھوڑے سے راوی وہ ہیں جن کے بارے میں اِن محققین کی آراء مختلف ہوئیں جس کی وجہ یہ تھی کہ اُن کی زندگی کے تمام پہلو اُن کے سامنے نہیں آسکے، کسی کے سامنے زندگی کا وہ رُخ آیا کہ قابلِ اِعتماد اور قابلِ تعریف تھا، کسی کے سامنے وہ دُوسرا رُخ آگیا جس نے اُس کو نا قابلِ اِعتماد گردان دیا، اِن تھوڑے سے راویوں کے علاوہ تمام راوی وہی ہیں جن کے بارے میں حضراتِ محققین کی رائیں متفق رہیں کہ وہ قابلِ اِعتماد ثقہ اور عادل ہیں یا نہیں ہیں، جن کے حالات معلوم نہیں ہو سکے اُن کو مستور الحال یا مجہول قرار دیا اور اُن کی روایتیں درجہ صحت سے ساقط مانی گئیں۔

قارئین اَنوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ اَنوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ اِرسال کیا جارہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ اَنوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی اِدارہ سے وابستہ ہے اِس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اِس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اِس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اِس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی اِرسال فرمادیں اور دیگر اَحباب کو بھی اِس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اِس سے اِدارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (اِدارہ)